JAMIA HAFSA

"انسپائر" میگزین کے آٹھویں شمارے، ۲۰۱۱ء میں شائع ہونے والی تحریر۔



ان ممالک کی آبادیوں کو نشانہ بنانا
جو مسلمانوں کے ساتھ حالت جنگ میں ہوں....

شیخ انور العولقی شہید رحمہ اللہ

اردو ترجمہ: جامعہ حفصہ اردو فورم

بسم الله الرحمن الرحيم

دیباچہ

یہ تحریر جو آپ کے سامنے ہے وہ شیخ انور العولقی رحمہ اللہ نے تحریر کی ہے اور "انسپائر" میگزین کے آٹھویں شمارے میں سنہ ۲۰۱۱ء میں شائع ہوئی تھی۔

آیہ قرآنی کا ترجمہ مفتی تقی عثمانی صاحب کے "آسان ترجمہ قرآن" سے لیا گیا ہے جبکہ قاری کو تاکید کی جاتی ہے کہ لکھی ہوئی احادیث کو اصل احادیث کا مفہوم سمجھے۔

ہماری اللہ تعالی سے دعا ہے کی اس کاوش کو قبول کرے اور اس تحریر سے عام مسلمانوں کے اندر پائی جانے والے سوالات کو دور کرے غیر محاربیوں کو مارنے کے مطابق۔ آمین۔

اردو ترجمہ: جامعہ حفصہ اردو فورم

http://wwjhuf.net

ان ممالک کی آبادیوں کو نشانہ بنانا جو مسلمانوں کے ساتھ حالت جنگ میں ہوں۔

ان ممالک کی آبادیوں کو نشانہ بنانا جو مسلمانوں کے ساتھ حالت جنگ میں ہوں۔

شیخ انور العولقی شہید

انسپائر میگزین نے یہ اعلان کیا تھا کہ وہ مجھ سے قارئین کی جانب سے پوچھے جانے والے سوالات کا ویڈیو سیریز میں جواب دیں گے۔ سب سے زیادہ عام پوچھے جانے والے سوالات میں یہ بھی ہے کہ وہ ممالک جو اس وقت مسلمانوں کے ساتھ حالت جنگ میں ہیں ان کی غیر جنگجو/غیر محارب عوام پر حملے کئے جانے کی شرعی حیثیت کیا ہے؟ یہ معاملہ گھرا ہوا ہے اضطراب میں اور اس کی اہمیت کی وجہ سے اور آج کے جہاد سے مطابقت کی وجہ سے میں نے یہ مضمون قرآن اور احادیث اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے عملی کام اور جیسے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین اور مجاہدین کی یکے بادیگرے نسلوں نے کیا اسی کو مد نظر رکھتے ہوئے ترتیب دیا ہے۔ اور ہم آج کے ہونے والے جہاد کی صورتحال کو دیکھتے ہوئے اور اس کے بہترین نتائج کے لئے جو طریقہ کار درکار ہے (فقہ الواقع) اس کو بھی دیکھیں گے۔اور اس معاملہ پر فقہ کے اہم نکات یہ ہیں:

[۱] ۔علماء نے دارالحرب کے لوگوں کو دو حصوں میں تقسیم کیا ہے۔ایک جنگجو اور دوسرا غیر جنگجو۔

[۲] ۔علماء اس بات پر متفق ہیں کہ جنگجوں کو ہدف بنانا چاہئے جبکہ غیر جنگجو کی صورتحال اس سے زیادہ پیچیدہ ہے۔

[۳] ۔علماءاس بات پر متفق ہیں کہ عورتوں اور بچوں کو جان بوجھ کر نشانہ نہیں بنانا چاہیئے۔

[۴] ۔علماء نے بوڑھوں، کسانوں، تاجروں اور غلاموں کے ساتھ سلوک کے حکم میں اختلاف کیا ہے۔

[۵] ۔لیکن وہ اس بات پر متفق ہیں کہ اگر خاتون، بوڑھے، کسان اور تاجر اور غلام مسلمانوں کے ساتھ جنگ میں شریک ہوں چاہے وہ باقائدہ جنگ میں شریک ہوں یا معاشی تعاون یا رائے ہو تو پھر یہ ایک ایسا ہدف ہوں گے جس کو نشانہ بنانا چاہیئے۔

[۶] ۔اگر جنگجو اور غیر جنگجو اس طرح ایک دوسرے میں شامل ہوں کہ جاننا مشکل ہو اور ایسی صورت میں مسلمان عورتوں اور بچوں، کسانوں، بوڑھوں، تاجروں اور غلاموں کو نشانہ بناتے ہیں اور وہ مارے جاتے ہیں جبکہ ہدف جنگجو ہوں تو اسکی اجازت ہے۔

[۷] ۔اگر مسلمان غیر جنگجوؤں کو جنگ میں مار دیتے ہیں تو ان پر کچھ گناہ نہیں، اس کا کوئی قصاص نہیں، خون کی کوئی قیمت انہیں ادا نہیں کرنی پڑے گی اور اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے نزدیک مسلمان کا کچھ گناہ نہیں ہوگا۔

[۸] ۔اگر مسلمان کافروں کے ساتھ مقابلہ میں بلا جانے بوجھے یا کسی غلطی کی وجہ سے مارا جاتا ہے تو اس مسلمان پر کچھ گناہ نہیں جس نے اسے مارا ہو گا ہاں البتہ اس کا کفارہ ہے دو ماہ کے روزے یا ساٹھ مساکین کو کھانا کھلانا اس حوالے سے علماء میں اختلاف ہے کہ خون کی قیمت ادا کرنی ہو گی یا نہیں۔

[۹] ۔غیر جنگجوں کو مارا نہیں جائے گا اگر وہ گرفت میں آجائیں۔

[۱۰] ۔اسلام دشمنوں کو اس بات کی ہرگز اجازت نہیں دیتا ہے کہ وہ ہمارے ہی قوانین کو ہمارے خلاف استعمال کریں اور ہمارے ہی قوانین کو ہمارے نقصان کے لئے استعمال کریں۔

[۱۱] ۔جہاد کو جاری رکھنا اور مسلمانوں کی فتح ہمیشہ مقدم رہے گی جب بھی علماء جہاد کے حوالے سے فتویٰ دیں گے۔

مندرجہ بالااحادیث مبارکہ میں غیر جنگجوؤں کے قتل کی ممانعت آئی ہے:

''ابن عمر رضی اللہ عنہ نے روایت کیاہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عورتوں اور بچوں کو قتل کرنے سے منع فرمایاہے''۔

[بخاری و مسلم]

اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا: "کسی بھی بوڑھے آدمی یا بچے یا عورت کو قتل نہ کرو۔" [رواۃ ابوداؤد]
ایک بار رسول اللہ ﷺ نے ایک جنگ میں ایک خاتون کو مرا ہوا پایا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا وہ لڑنے والوں میں سے نہ تھی۔
[رواۃ ابوداؤد، الحاکم (صحیح)]

ہمارے علماء نے اس کے لئے لفظ ''مقاتلہ ''اور غیر مقاتلہ استعمال کیاہے جس کا مطلب ہے لڑنے والے (جنگجو) اور نہ لڑنے والے (غیر جنگجو) تاکہ وہ جن کے ساتھ جنگ ہے مسلمانوں سے ان کو الگ کیاجاسکے۔

علماء کا اجماع ہے کہ مسلمان غیر مسلموں کی عورتوں اور بچوں کو واقعتاً قتل نہ کریں۔ یہاں لفظ "واقعتاً" کی تفصیل درکار ہے کہ یہ حکم تو ہے مگر اس کے لئے عملی طور سے کیسے کام ہوگا جو کہ لوگوں میں اضطراب پیدا کررہاہے جس کی وجہ سے آج یہ نقطہ منظر عام پر آیا ہے۔اس کا مطلب یہ ہے کہ عورتوں اور بچوں کو چن چن کر نشانہ نہیں بنایاجائے گا۔ عورتوں اور بچوں کو کمزور ہونے کی صورت میں بھی نہیں مارا جائے گا اور اگر مقاتل سے ان کو الگ کیاجاسکے تو کیاجاناچاہیے۔ لیکن اس کا یہ ہر گز مطلب نہیں کہ اسلام روکتاہے کفار سے لڑآئی اگر ان کے مرد، عورت اور بچے آپس میں گھلے ملے ہوں۔ یہ بات بہت خطرناک ہے اور جہاد کو نقصان پہنچارہی ہے اور اس سلسلے میں آگاہی بہت ضروری ہے۔ مسلمانوں کے ساتھ جنگ کرنے والے کفار کو نشانہ بنانے سے رکنا کیونکہ ان کے درمیان ان کی عورتیں اور بچے بھی موجود ہیں آج کل کے جہاد میں رکاوٹیں پیدا کردیتاہے جو لڑائی کو بہت مشکل، اور کچھ دفع ناممکن بنادیتاہے اور مسلمانوں کو دشمن کے مقابلے میں کمزور کردیتاہے۔ اس معاملے کو صحیح طرح سمجھنے کے لئے آئیں دیکھتے ہیں کہ علماء نے کیا کہا ہے دشمن پر ان کے گھروں پہ حملہ کرنے اور ان کے علاقوں کا محاصرہ کرنے کے بارے میں۔

ان ممالک کی آبادیوں کو نشانہ بناناجو مسلمانوں کے ساتھ حالت جنگ میں ہوں۔

رسول اللہ ﷺ کے دور میں جنگ کی ایک قسم تھی جسے بیات کہا جاتا ہے۔ یہ تب ہوتا تھا جب دشمن پر رات کے اندھیرے میں حملہ کیا جاتا تھا۔ حملہ آور دشمن پر ان کے تنبوؤں اور گھروں میں گھس کر ان سے لڑائی کیا کرتے۔

اس کے نتیجے میں تنبوؤں اور گھروں میں موجود مرد، خواتین اور بچوں کی بھی موت واقع ہو جاتی کیونکہ خواتین، مردوں اور بچوں کو الگ کرنا مشکل ہو جاتا۔

تو کیا اس قسم کی جنگ اسلام میں جائز ہے؟ تو جواب ہے: **ہاں**۔

رسول اللہ ﷺ سے بیات میں خواتین اور بچوں کے نشانہ بنانے کے حوالے سے حکم پوچھا گیا۔

ایک صحیح روایت میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "وہ ان ہی میں سے ہیں"۔

جس کا مطلب یہ ہے کہ خواتین اور بچوں کے ساتھ وہی معاملہ کیا جائے گا جو جنگجو مرد کے لئے ہے جس کو مارنے کی اجازت ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسی صورتحال سے نمٹنے کے لئے اس بات کی اجازت دی ہے کہ یہاں تک کہ کبھی کبھار پورے پورے خاندان مارے جاتے۔ سلامہ نے کہا میں نے خود نو(9) گھروں کے باشندوں کو قتل کیا۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔[معجم الطبرانی]

امام احمدؒ سے بیات کے حوالے سے پوچھا گیا۔ آپ نے کہا اور لڑائی کیا ہے رومیوں کے خلاف مگر بیات؟۔۔۔[المغنی، ابن القدامہ]

دوسرے لفظوں میں امام احمدؒ نے نا صرف بیات کے حوالے سے دلیل دی بلکہ یہ بھی بیان کیا کہ یہ جنگ کا سب سے عمومی طریقہ کار ہے جو کہ مسلمانوں نے رومیوں کے خلاف استعمال کیا۔

بیات اور دھماکہ خیز مواد گنجان آباد علاقے میں پھاڑنے میں، جو مسلمانوں کے ساتھ حالت جنگ میں ہوں، کوئی حکم میں فرق نہیں۔ جیسا کہ صحابہ رضوان علیہم اجمعین اور تابعین کی تلواریں جو کہ مردوں خواتین اور بچوں میں تفریق نہ کر پاتی لیکن انہیں بیات میں

اجازت تھی، تو پھر ہمیں کافر ممالک میں گنجان آباد علاقوں میں دھماکوں سے کیوں منع کیا جاتا ہے؟

بیات کا معاملہ متفقہ ہے یہاں تک کہ امام احمدؒ نے کہا: "ہم کسی کو نہیں جانتے جس نے بیات کو ناپسند کیا ہو"۔ [المغنی، ابن القدامہ]

دوسرا طریقہ جنگ جو کہ ہمارے موضوع سے مطابقت رکھتا ہے وہ ہے **منجنیق** کا کفار کے شہروں پر استعمال۔

سیرت کے علماء نے یہ لکھا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے طائف والوں کے خلاف اور امر بن العاص نے مصر میں اسکندریہ کے خلاف منجنیق نصب کی۔ یہ منجنیق اپنا گولہ شہر پر پھینکتی اور کافر خواتین مردوں اور بچوں میں کوئی تفریق نہ ہو پاتی۔

ابن رشد سے منجنیق کے حوالے سے ایک جامع تفصیل ملتی ہے:

"فقہاء کا اس بات پر اجماع ہے کہ کافروں کے قلعوں پر منجنیق سے حملہ جائز ہے بیشک اس میں عورتیں اور بچے بھی شامل ہوں کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی جانب سے ہدایت ملتی ہے کہ آپ نے اہل طائف کے خلاف منجنیق کا اہتمام کیا۔۔۔[بدایہ المجتہد]

امام الشافعیؒ فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ سے روایت ہے کہ آپ ﷺ نے طائف والوں کے خلاف منجنیق نصب کی۔ تو اگر خواتین اور بچوں کی موجودگی کی وجہ سے مسلمانوں پر لازم ہوتا کہ وہ کافروں پر حملہ آور نہ ہوں تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس بات سے منع فرمایا ہوتا کیونکہ ان کے شہر اور قلعے، بچوں اور خواتین، بوڑھے، مسلمان قیدیوں اور تاجروں سے خالی نہیں۔ طائف کی یہ روایت {کہ انہوں نے منجنیق کا استعمال کیا} اور باقی روایات بخوبی محفوظ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت اور سیرت سے ثابت ہیں۔ اور پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کے پیروکار مسلمانوں، تابعین اور صحابہ کا بھی یہی طریقہ رہا ہے پچھلے کفار کے قلعوں پر حملے کے بارے میں اور یہ روایت نہیں ملتی ہمیں کہ ان میں سے کسی ایک نے بھی خواتین، بچوں اور جن کو نہیں مارنا چاہیے ان کی موجودگی کی وجہ سے منجنیق یا کسی اور ہتھیار سے حملہ نہ کیا ہو"۔ [ال ام]

اس کی وضاحت کے بعد کہ منجنیق کے استعمال کی اجازت دی گئی امام الماوردی نے کہا ہے کہ:

"رسول اللہ ﷺ نے عورتوں اور بچوں کو مارنے سے منع کیا ہے جب وہ پکڑے جائیں کیونکہ وہ مسلمانوں کے لئے مال غنیمت ہیں۔ لیکن جب خواتین اور بچے جنگ کے ملک میں موجود ہوں گے تو انہیں مردوں کی طرح نشانہ بنایا جائے گا۔ کیونکہ جنگ کا ملک وہ زمین ہے جس میں {اس کے لوگوں کو نشانہ بنانے کی} اجازت دی گئ ہے۔

منجنیق کے استعمال میں بھی علماء نے غیر جنگجو اہداف کے خلاف استعمال کرنے کی اجازت ضرورت پڑنے پر دی ہے۔امام شافعیؒ بیان کرتے ہیں اگر مسلمان کافروں کے قلعوں یا گاؤں سے کچھ فاصلے پر موجود ہوں تو پھر ان کی دیواروں پر حملہ کیا جائے گا تا کہ کافروں کے گھروں پر۔---[ال ام]

البتہ اگر وہ دیواروں کے قریب ہوں تب ان کے گھروں پر حملہ کرنے کی اجازت ہے۔
منجنیق کے ساتھ بھی ویسے ہی ہے جیسے بیات میں ہوتا کہ غیر جنگجو ہلاک ہوتے ہیں۔ایک منجنیق کا گولہ جو شہر پر گرتا ہے،اور اسکا نشانہ اتنا درست نہیں ہوتا، ویسے ہی ہے جیسا کہ بمباری کی جائے شہروں پر کافر ممالک کے جو مسلمانوں سے حالت جنگ میں ہیں۔
اسی طرح اوپر بیان کئے گئے دلائل کے مطابق یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ ان ممالک کی آبادی کو نشانہ بنانا جائز ہے جو کہ مسلمانوں کے ساتھ حالت جنگ میں ہوں بذریعہ بمباری اور فائرنگ اور دیگر ذرائع حملہ سے جس کے نتیجے میں غیر جنگجوؤں کی ہلاکت ضرور ہو گی۔

یہاں قابل غور نقطہ یہ ہے کہ میں نے دشمنوں کے ساتھ سلوک کو بیان نہیں کیا جیسا کہ وہ ہمارے ساتھ کرتے ہیں۔ مغرب کی مسلمانوں کے ساتھ جارحیت اس بات کے لئے جواز نہیں چھوڑتی ان لوگوں کے لئے جو مغربی ممالک کی آبادیوں پر حملہ کرنے پر اعتراض کرتے ہیں۔

یہ انتہائی ضروری ہے کہ بنیاد کو دیکھا جائے جس پر ہمارے عظیم علماء نے جہاد کے متعلق فتاویٰ دیے ہیں تا کہ ہم یہ دیکھ سکیں کہ آج کے بہت سے علماء کے جہاد کے متعلق فتاویٰ الگ کیوں ہیں۔

امام ابوزکریا الانصاریؒ:

اس بات کی اجازت ہے کہ منجنیق نصب کی جائے کسی قلعے پر اگرچہ وہ (غیر جنگجوؤں کو) لگے تاکہ وہ اس کو [یعنی غیر جنگجوں کو اپنے ساتھ رکھ کر] استعمال نہ کریں جہاد کو معطل کرنے کے لئے یا بہانہ بنانے کے لئے تاکہ اپنے قلعے رکھ سکیں اور اس میں بڑا فتنہ ہے۔

[اسنٰی المطلب]

امام النوویؒ:

اگر کسی قلعہ یا قصبہ میں کوئی (مسلمان) قیدی، تاجر، مستامن یا ان کا ایک گروہ موجود ہو کیا اس پر حملہ جائز ہو گا آگ یا منجنیق سے یا پھر اس سے ملتا جلتا طریقہ استعمال کرنے سے ؟۔ یہ مذہب میں مختلف پہلو ہیں۔

پہلا یہ کہ اگر ان کو نشانہ بنانا ضروری نہ ہو تو راجح رائے یہ ہے کہ ایسا نہ کرنا مستحب ہے لیکن کرنے کی ممانعت نہیں۔ یہ اس لئے کے مسلمان کے غیر مسلموں میں موجود ہونے کے باعث جہاد کو نہیں روکا جائے گا۔ پھر اگر ان کو نشانہ بنانا لازم ہو ان کی طرف سے مسلمانوں کو تکلیف کے خوف سے یا اس وجہ سے کہ قلعہ کسی اور طرح سے نہیں کھل سکتا تو پھر اس میں بغیر کسی شک و شبہ کے حملہ جائز ہو گا۔

مذہب میں دوسرا طریقہ ہے کہ اس میں حملہ کرنے کی ضرورت کو اہمیت نہیں دی جاتی۔ اگر ایسے حملے میں مسلمانوں کی موت واقع ہوتی ہے تو ایسی صورت میں حملہ نہیں کیا جائے گا، اس کے علاوہ پھر دو مختلف رائے ہیں۔

تیسرا یہ کہ ،اور یہ الشامل کے مصنف نے ذکر کیا ہے، کہ اگر کفار میں موجود مسلمانوں کی تعداد کافروں کے برابر ہو تو ہمیں ان کو نشانہ نہیں بنانا چاہئے لیکن اگر وہ کم ہوں تو ہم انہیں نشانہ بنا سکتے ہیں کیونکہ ایسے میں زیادہ نقصان مسلمانوں کو نہیں پہنچے گا۔ مذہب کی راجح رائے یہی ہے اور یہ المختصر میں موجود ہے کہ ایسی صورت میں ان پر حملہ کرنا جائز ہے بیشک یہ معلوم ہو کہ مسلمانوں کو نقصان کا خطرہ ہو (کافروں میں موجودگی کی وجہ سے) کیونکہ ہمارے پاس موجود مسلمانوں کے تقدس وہاں ان کے پاس موجود مسلمانوں کے تقدس

سے زیادہ ہے۔ اگر کچھ مسلمان مارے جاتے ہیں تو وہ شہید ہوں گے۔

[روودات الطالبن]

امام ابن قدامہ المقدسیؒ:

اگر یہ (دشمن) جنگ میں عورتوں اور بچوں اور ان افراد کو جن کو مارنا نہیں چاہئے اپنی ڈھال کہ طور پر استعمال کریں تو پھر جنگجو کو مارنے کی نیت سے ان کو نشانہ بنانا جائز ہو گا۔ یہ اس وجہ سے کہ رسول اللہ ﷺ نے عورتوں اور بچوں کی موجودگی میں بھی منجنیق کا استعمال کیا۔ اور یہ اس وجہ سے بھی کہ اگر مسلمان ان حملوں میں ضبط اختیار کریں تو ایسے میں جہاد کی ادائیگی نہ ہو گی۔ کیونکہ دشمن اس ڈھال کو جب بھی مسلمانوں سے خطرہ محسوس ہو تحفظ کے لئے استعمال کرے گا۔

ان پر ایسے میں حملہ کرنا جائز ہے بیشک جنگ ہو رہی ہو یا نہ ہو رہی ہو کیونکہ آپ ﷺ نے حملہ صرف اس وقت نہیں کیا جب جنگ جاری تھی۔

[الشرح الکبیر]

امام ابن قدامہ المقدسیؒ نے یہ بھی کہا ہے:

علی بن ابی طالبؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے طائف کے لوگوں کے خلاف منجنیق کا استعمال کیا؛ اور دشمنوں کو پانی میں ڈبونا اس سے ملتا جلتا ہے۔ اگر ان کے مابین مسلمان موجود ہوں اور ہم دشمن کو ایسے طریقے اپنائے بغیر شکست دے سکتے ہوں تو ایسے میں ان کا استعمال نہ کیا جائے گا کیونکہ ایسے میں بے جا خون بہہ جائے گا لیکن اگر ان طریقوں کو استعمال کئے بغیر شکست دینا ممکن نا

ہو تو اس کی اجازت ہے کیونکہ اس میں ممانعت سے جہاد کا فرض ادا نہ ہو گا۔

[الکافی]

یہ صرف ہمارے علماء کے اقوال کی چند مثل ہیں ہے تا کہ یہ بتایا جا سکے کہ جہاد کا تسلسل دوسرے عمور پر فوقیت رکھتا ہے اور جو کچھ جہاد کی راہ میں رکاوٹ ہو اس کو منسوخ کر دیا جائیگا۔ بہت سے جدید علماء نے کچھ سخت احکامات کا استعمال کیا ہے جن پر اگر عمل کیا جائے تو جہاد کرنا نا ممکن ہو جائیگا یا کم از کم مسلمانوں کو کمزور کر دے گا ایسے دشمن کے خلاف جس کی کوئی اخلاقیات نہیں اسکی اسلام کے خلاف جنگ میں۔

کچھ پابندیاں جہاد پر جو کچھ جدید دور کے علماء نے لگائی ہیں ان میں شامل ہیں:

1۔۔۔۔جہاد بادشاہ یا حکمران کی اجازت کے بغیر نہیں ہو سکتا۔

2۔۔۔۔استشہادی حملوں کی اجازت نہیں ہے۔

3۔۔۔۔کوئی بھی ایسے اقدام جس کی وجہ سے کافروں کی عورتوں اور بچوں کی موت ہو جائز نہیں۔

پہلی پابندی خود جہاد پر مکمل پابندی ہے کیونکہ کوئی بھی بادشاہ یا حکمران (جو کہ مرتد ہیں) اللہ سبحانہ وتعالٰی کی راہ میں جہاد کرنے کی اجازت نہیں دے گا۔ وہ صرف اس طرح کی جنگ کی اجازت دیں گے جن سے ان کو ذاتی فائدہ ملے اور ان کی قوت (سربراہی) برقرار رہے۔ وہ اس جنگ کی قطعاً پروا نہیں کرتے جو اللہ سبحانہ وتعالی کی راہ میں لڑی جا رہی ہو، اسلام کی دعوت یا مسلمانوں کے دفاع کی خاطر۔ باقی دو پابندیاں آج کل مجاہدین کے پاس بہت سے حملہ کرنے کے طریقوں کو نا ممکن بنا دیں گی۔

امام ابن رشد کہتے ہیں کہ اس بات پر علماء کا اجماع ہے کہ قلعوں کو منجنیق کے ساتھ نشانہ بنایا جائے گا بیشک ان میں خواتین اور بچوں کی موجودگی ہو یا نہ ہو۔

ان ممالک کی آبادیوں کو نشانہ بنانا جو مسلمانوں کے ساتھ حالت جنگ میں ہوں۔

امام شافعیؒ فرماتے ہیں:

یہ مسلمانوں کے عمل اور اصحاب رسول ﷺ کے تابعین کے عملی اقدام کے تحت اور ہمیں ایسی کوئی روایت نہیں ملتی کہ جس میں منجنیق اور دیگر ہتھیاروں کے قلعوں پر استعمال سے منع کیا گیا ہو صرف اس وجہ سے کہ خواتین اور بچوں اور دیگر جن کو مارا نہیں جانا چاہیئے وہاں موجود ہوں۔

امام احمدؒ نے کہا ہے: اور رومیوں کے خلاف جنگ کیا تھی مگر بیات؟

یہ رسول اللہ ﷺ کی سنت سے ثابت ہے کہ آپ ﷺ اپنی جنگوں میں کفار کی آبادیوں پر حملہ کرتے بیشک ان میں خواتین اور بچے غیر متوقع طور پر مارے جائیں؛ یہی ثابت ہے چاروں خلفاء راشدین سے، بنو امیہ، بنو عباس، ایوبیہ، ہسپانوی مسلمانوں اور المالیک کی رومیوں کے خلاف جنگ میں گھات لگا کر بیات سے اور ان کے خلاف منجنیق کا استعمال کرنے سے؛۔

عثمانی خلافت کے دور میں کافروں کے شہروں اور قصبوں کے محاصروں میں بڑا اسلحہ استعمال ہوتا۔ تو پھر کیا ہم 1400 سال کے جہادی طریقوں کو پس پشت ڈال کر جدید فرسودہ جہادی طریقوں کو اپنا لیں؟ مسلمانوں نے البتہ یہ نہیں کیا کہ ان [غیر محاربیوں] کو جان بوجھ کر مارا یا گرفتاری دینے کے بعد مارا یا جب وہ قید ہو گئے تب مارا۔

اس مسئلہ کی صحیح سمجھ ضروری ہے آج کل کے دور میں تاکہ ہمارے جہاد میں رکاوٹ نہ آئے یا ہمارے بھائیوں کی جان خطرے میں نہ پڑے ان پر سہولت والے اہداف پر پابندی لگا کر صرف اس وجہ سے کہ ان میں غیر جنگجو مارے جائینگے اور ان کو صرف فوجی اہداف پر نہ محدود کیا جائے جو کہ زیادہ محفوظ ہوتے ہیں۔

حملے کے طریقہ کار جو کہ اوپر دیئے گئے دلائل کے تحت جائز ہیں:

[ا] ۔ان اقوام کی آبادیوں پر دھماکہ خیز مواد کا استعمال جائز ہے جو کہ مسلمانوں کے ساتھ حالت جنگ میں ہیں۔ دھماکہ خیز آلات کی

ان ممالک کی آبادیوں کو نشانہ بنانا جو مسلمانوں کے ساتھ حالت جنگ میں ہوں۔

منجنیق کے اثرات کے ساتھ مشابہت ہے۔ منجنیق کے گولے یا تو پتھر ہوتے تھے جو کہ زمین پر گرتے تھے اور کچل دینے سے مارتے تھے یا پھر ان سے جو گولی دار مواد نکلتا تھا اس سے اموات ہوتی یا پھر ایسے کنٹینروں کے استعمال سے کہ جس میں شعلہ بردار مواد بھرا ہوتا جو کہ جلا کر مارتا تھا۔ کچھ علماء نے دھماکہ خیز مواد کو دشمن کے خلاف حملے میں آگ کے استعمال سے تشبیہ دی ہے جس کو مکمل درست نہیں کہا جاسکتا۔ [علمآء نے صحیح دلائل کو لیتے ہوئے بیان کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے آگ کے ساتھ دشمن کو سزا دینے کی ممانعت فرمائی ہے]۔ یہ بات سچ ہے کہ دھماکے سے بہت حرارت پیدا ہوتی ہے مگر زیادہ تر اموات گولی دار مواد سے یا پھٹنے کے وقت کی لہروں سے رونما ہوتی ہیں۔ دھماکے کی حرارت سے اموات سب سے کم ہوتی ہیں اور زیادہ تر دھماکہ خیز مواد کے ساتھ یہی معاملہ ہے۔ لیکن بیشک اموات حرارت سے ہوں یا گولے دار مواد سے، دھماکہ خیز مواد کا حکم وہی ہے جو کہ منجنیق کا ہے۔

[۲] ۔آپریشن میں آتشی اسلحے کا استعمال جیسا کہ مبنیٔ حملے، جن میں عام آبادی کو نشانہ بنایا گیا، جائز ہے اور یہ جنگی طریقہ بیات سے مشابہت رکھتا ہے جیسا کہ اوپر بیان ہو چکا ہے۔ حملہ آور کو بے ترتیبی سے ہجوم میں اسلحہ چلانا چاہیئے اور خواتین اور بچوں کو ہدف کے واضح ہونے پر نشانہ نہیں بنانا چاہئے۔

[۳] ۔زہریلے، کیمیائی یا حیاتیاتی ہتھیاروں کا مرکزی آبادیوں پر استعمال جائز ہے اور اسکی پر زور تاکید کی جاتی ہے کیونکہ اس کا دشمنوں پر بہت بڑا اثر ہوتا ہے۔

اس طرح کے ہتھیاروں کے استعمال کی اجازت اور اہمیت کے بارے میں علماء سلف نے یہ بیان کیا ہے:

امام الماوردی:

رسول اللہ ﷺ نے طائف والوں کے خلاف منجنیق کا اہتمام کیا جب انہوں نے فتح مکہ کے بعد اس کا محاصرہ کیا۔ دشمن پر حملے کی اجازت ہے (اس جگہ جہاں وہ رہتے ہوں جیسا کہ ان کے شہر اور گاؤں) جبکہ وہ بے خبر ہوں جیسا کہ رسول اللہ ﷺ نے بنی المصطلق کے ساتھ کیا اور ان پر رات کو حملے کی اجازت ہے اور ان کے گھروں کو آگ لگانے کی اور ان پر آگ، سانپ اور بچھو چھوڑنے

کی اجازت ہے،ان کے گھروں کو ان سمیت مسمار کرنے کی،ان پر سیلاب چھوڑنے کی،ان کا پانی بند کرنے کی،اور بغیر کسی روک تھام کے کہ ان میں عورتیں اور بچے موجود ہیں، تمام حربے استعمال کرنے کی اجازت ہے کہ جس کے ذریعے ان کی تباہی کا سامان ہو بیشک ان کی عورتیں اور بچے اس میں مارے جائیں۔ یہ اس لئے کہ رسول اللہ ﷺ نے بنی المصطلق اور طائف والوں پر حملہ نہیں روکا ان کی عورتوں اور بچوں کی وجہ سے۔ رسول اللہ ﷺ نے عورتوں اور بچوں پر حملہ نہ کرنے کی ہدایت تب کی جب کہ وہ خصوصی طور سے نشانہ بنائے جائیں؛ یا جب مال غنیمت کی صورت میں حاصل ہوں تب بھی نہ مارے جائیں۔ تاہم جب وہ دار الحرب میں موجود ہوں تو ان کو نشانہ بنانا حلال ہے اور ان کا وہی حکم ہے جو کہ ان کے مردوں کا ہے۔

[الحاوی الکبیر]

امام السرخسیؒ (ایک حنفی عالم) نے محمد ابن الحسنؒ کا قول شرح سیر الکبیر سے نقل کیا ہے کہ:

مسلمانوں کو اس بات کی اجازت ہے کہ کافروں کے قلعوں پر آگ لگائی جائے ان پر پانی چھوڑا جائے، یا پھر پانی میں خون، زہر، پاخانہ ملایا جائے یہاں تک کہ وہ آلودہ ہو جائے کیونکہ اللہ سبحانہ وتعالی نے ہمیں ان کو زیر کرنے اور ان کی طاقت توڑنے کا حکم دیا ہے۔ جن طریقوں کا ہم نے ذکر کیا ہے ان کو کمزور کرتے ہیں اور یہ اللہ سبحانہ وتعالی کے حکم کو پورا کرنا اور اللہ سبحانہ وتعالی کی نافرمانی کرنا نہیں ہے۔ یہ تمام حربے ان کو تباہ کرنے اور اجر کو حاصل کرنے کا ذریعہ ہیں۔

اللہ سبحانہ وتعالی کا ارشادِ مبارک ہے: "یا وہ کوئی ایسا قدم اٹھاتے ہیں جو کافروں کو گھٹن میں ڈالے، یا دُشمن کے مقابلے میں کوئی کامیابی حاصل کرتے ہیں تو اُن کے اعمال نامے میں [ہر ایسے کام کے وقت] ایک نیک عمل ضرور لکھا جاتا ہے۔" [التوبہ:120] درج ذیل طریقوں میں سے کوئی ایک بھی ایسا نہیں جس کی ممانعت ہو اس وجہ سے کہ ان کے درمیان مسلمان قیدی موجود ہوں اور جنہیں امان دی گئی، بچے یا بوڑھے، خواتین یا مرد بیشک ہم جانتے بھی ہوں کہ وہ موجود ہیں۔ یہ اس وجہ سے کہ ان کو بچانے کا کوئی طریقہ نہیں اور اسکے ساتھ ان احکام کی پاسداری بھی ہو جاتی ہے جن میں کفار کو شکست دینا آیا ہے اور جس کو بھی بچانا ہمارے بس سے باہر ہو وہ معاف ہے۔

ان ممالک کی آبادیوں کو نشانہ بنانا جو مسلمانوں کے ساتھ حالت جنگ میں ہوں۔

امام ابن فرحون(ایک مالکی عالم):

دشمن کے ساتھ ہر صورت میں لڑا جائے گا۔اور آگ کے ساتھ اگر اور کوئی ذریعہ نہ ہو اور ان سے خطرہ ہو۔اگر خطرہ نہ ہو تو دو رائے ہیں [۔۔۔] تو اس میں کوئی اختلاف والی بات نہیں کہ ان کے بحری جہازوں اور قلعوں پر منجنیق سے بمباری کرنے کی اجازت ہے بیشک ان میں مسلمان موجود ہوں۔

[تبصرات الحکام]

امام الخرشیؒ (ایک مالکی عالم):

اس بات کی اجازت ہے کہ دشمنوں سے لڑا جائے جنگ کے ہر طریقے سے اگر وہ ہماری دعوت پر جواب نہ دیں۔اس کی اجازت ہے کہ ان کو پیاسہ مارنے کے لئے پانی بند کر دیا جائے،ان پر سیلاب چھوڑا جائے ایک مشہور رائے کے مطابق، یا ہلاک کیا جائے ہتھیاروں کے ساتھ جیسا کہ تلوار کی دھار سے، نیزے کے وار سے، منجنیق کے گولے سے اور دیگر ہتھیارِ جنگ سے مارا جائے۔

[شرح خلیل]

امام الشافعیؒ:

اگر دشمن اپنے آپ کو پہاڑ، قلعے، مورچے، کانٹے دار درختوں، اور دیگر طریقہِ حفاظت سے اپنے آپ کو بچائے تو انہیں منجنیق سے، آگ سے، بچھوؤں سے، سانپوں سے اور ان تمام ذرائع سے جن سے ان کو نقصان پہنچے، مارنے کی اجازت ہے۔انہیں پانی میں ڈبونے کی اجازت ہے اور مٹی سے رکاوٹ ڈالنے کی اجازت ہے یہاں تک کہ ان میں خواتین بچے اور دینی پیشوا بھی موجود ہوں یا نہ ہوں۔یہ اس لئے کہ علاقہ (جنگ کا) محفوظ نہیں بذریعہ اسلام یا بذریعہ معاہدہ۔اور یہ بھی جائز ہے کہ ان کے باغات اور دیگر درختوں کو آگ

لگائی جائے،ان کی عمارات کو تباہ کیا جائے اور ذی روح کے علاوہ ان کی تمام املاک کو۔

[ال ام]

امام البہوتیؒ (ایک حنبلی عالم):

اس بات کی اجازت ہے کہ ان (کافروں) پر حملہ کیا جائے اور آگ، سانپ یا بچھو کو منجنیق سے پھینکا جائے،ان کی سرنگوں کو دھویں سے بھر دیا جائے،ان کو ڈبونے کے لئے سیلاب چھوڑا جائے اور ان کے قلعوں اور عمارات کو تباہ کیا جائے۔ لیکن اگر ہم انہیں بغیر آگ کے شکست دے سکتے ہوں تو پھر ہمیں اس کا استعمال نہیں کرنا چاہئے۔

[کشف القِنا]

امام الشوکانیؒ:

اللہ نے ہمیں بغیر کسی طریقہ کار کو مختص کئے ہوئے کافروں کو مارنے کا حکم دیا ہے۔اللہ نے ہمیں اس بات کا حکم نہیں دیا کہ کیا استعمال کرنا ہے اور کیا نہیں تو پھر انہیں کسی بھی طریقے سے مارنے کی ممانعت نہیں ہے چاہے وہ تیر سے ہو، چھرے سے گھاؤ کرنا ہو، سیلاب سے ڈبونا ہو، عمارات کی اُن پر تباہی سے ہو یا پھر اونچائی سے گرانے سے ہو۔

[السائل الجرار]

علماء کی ان آراء سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ کافروں کے خلاف، جو کہ ہمارے ساتھ حالت جنگ میں ہیں، زہر اور دیگر عام تباہی کے طریقے

استعمال کرنا جائز ہے۔اور ساتھ ہی اس میں اور بھی وضاحتیں موجود ہیں جن سے قارئین مستفید ہو سکتے ہیں۔

وہ اقوام جو مسلمانوں کے ساتھ حالت جنگ میں ہیں خاص طور پر ان کے سرغنہ امریکہ ، برطانیہ اور فرانس ان کی آبادیوں کو نشانہ بننا چاہیے عسکری مجاہدین کی جانب سے جن میں دھماکہ خیز مواد ، زہر ، آتشی اسلحہ اور وہ تمام حربے جن سے بھاری نقصان ہوتا ہے زیر استعمال آتے ہوں۔

اور یہ سب سے افضل اعمال میں سے ہے جن سے ایک مسلمان اللہ سبحانہ وتعالی کی بندگی دن اور رات میں کر سکتا ہے۔
